

آہ و فغاں سے۔ عربی میں تعقید لفظی و معنوی دونوں معیوب ہیں، فارسی میں تعقید معنوی اور تعقید لفظی جائز بلکہ فصیح و بلیغ و بختہ تقلید ہے فارسی کی۔ حاصل معنی مصرعین یہ کہ اگر دل تمہیں نہ دیتا تو کوئی دم چن لیتا۔ اگر نہ مرتا تو کوئی دن اور آہ و فغاں کرتا۔

فارسی میں لفظی تعقید جائز یا فصیح و بلیغ ہو تو ہو، لیکن تعقید لفظی ہو یا معنوی، بہر حال عیب ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ردیف کی پابندی نے مرزا غالب کو اس تعقید لفظی پر مجبور کیا۔ مقصود یہ نہیں کہ ردیف و قافیہ کی پابندی پر اعتراض کیا جائے اس کے بغیر شعر کی تین چوتھائی موسیقی ختم ہو جاتی ہے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ بعض اوقات شاعر تعقید پر مجبور ہو جاتا ہے، لیکن ایسا شعر جیسا مرزا کا ہے، بہ آسانی چھوڑا جاسکتا تھا، کیونکہ اس میں کوئی خاص بات ہی نہیں، اس طرح تعقید ختم ہو سکتی تھی۔

۱۰۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”نالے یعنی ندی نالے، نہ آہ و فغاں۔ مثال کس قدر مثل لہ کے مطابق ہے اور مضمون کتنا مطابق واقعے کے ہے۔ فی الحقیقت مصیبت اور رنج و تکلیف کے سبب جوں جوں شاعر کی طبیعت رکتی ہے، اسی قدر زیادہ راہ دیتی ہے۔ خصوصاً جو مضمون وہ اس وقت اپنے حال لکھتا ہے، وہ نہایت مؤثر اور درد انگیز ہوتا ہے۔“

شعر میں مرزا نے اپنی طبع رواں کو ندی نالے سے تشبیہ دی ہے۔ پہاڑی ندی نالوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آس پاس سے بڑے بڑے پتھر بیچ میں آگرتے ہیں اور ندی کا بہاؤ رک جاتا ہے، لیکن رکاوٹ پر منبع کا پانی نہیں رکتا، وہ بدستور آتا رہتا ہے اور جمع ہو کر اتنا زور پیدا کر لیتا ہے کہ یا تو ان پتھروں کو بہا لے جائے، جو راستے میں رکاوٹ بنیں یا اس رکاوٹ کے اوپر سے بہنے لگے اور آہستہ آہستہ اسے ختم کر دے۔ اس صورت میں ندی نالے کا بہاؤ اور تیز ہو جاتا ہے۔